ایک پادری کی بھبک

کا

جواب

از

علامہ منظور احسن عباسی

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

طباعت :۔ سید سنز پرنٹرز و پبلشرز اردو بازار
لاہور

اشاعت :۔ اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

کتابت : عبدالمجید امجد ۔ محلہ صداقت پارک لاہور

فہرست مضامین

پادری الیاس طارق کا رجسٹری شدہ خط ملا جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

"جناب عباسی صاحب تسلیم!

بھیجا ہوا کتابچہ ردِّ کفارہ پڑھا؟"

افسوس ہے کہ یہ پہلا ہی جملہ جھوٹ ہے۔ نہ میں نے کوئی کتابچہ موسومہ ردِّ کفارہ لکھا۔ اور نہ بھیجا۔ اس میں کہیں پہ میرا نام تک نہیں ہے۔ پھر نا معلوم آپ کا عتاب مجھ ناچیز پہ کیوں ہے؟

بہرحال یہ رسالہ میں نے پڑھا۔ اس میں ایک صاحب محمد امین سابق مہنگا پادری نے کسی مجمع میں ایک پادری کے ساتھ مسیحی عقیدہ پر جو گفتگو کی تھی۔ اس کا ذکر ہے۔ اس کو انہوں نے مناظرہ لکھا ہے

اب آپ نے نہایت فصیح و بلیغ اردو میں جو مجھ سے دریافت کیا ہے کہ

"یہ کس مشن کا پادری تھا۔ برائے مہربانی فرما کر ضرور اس پہ روشنی ڈالیں"

تو عرض ہے کہ آپ بڑے مہربانی فرما کر ضرور مجھے معاف

کردیں کہ میں تعمیلِ ارشاد سے قاصر ہوں۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ یہ کون صاحب ہیں جن کا نام آپ نے مہنگا مسیح عرف "سستا" تحریر فرمایا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ میں مہنگا مسیح کو سستا مسیح کہنا حضرت مسیح کے نام کے ساتھ گستاخی تصور کرتا ہوں۔ اب آپ کے اصل موضوعِ خط کی جانب آتا ہوں۔

بظاہر آپ کا یہ خط محمد امین سابق مہنگا پادری کے رسالہ ردِّ کفارہ کے جواب میں ہے۔

محمد امین صاحب کے نزدیک بھی حضرت مسیح بے گناہ تھے۔ اور آپ نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ مسیح کے علاوہ تمام پیغمبروں کو معصوم اور بے گناہ تصور کرتے ہیں۔ لیکن آپ نے لکھا ہے کہ "تمام نے گناہ کیا" اور یہ کہ مسیح ہی کی ایک ذات نظر آتی ہے کہ جس میں گناہ نہیں ——

مسیح کے بے گناہ ہونے کی دلیل آپ نے یہ دی ہے کہ "جو نطفہ سے پیدا ہوا گناہ گار ہے۔ مسیح روح القدس کے سبب سے پیدا ہوا۔" اس کے باوجود آپ اور تمام مسیحی آدمؑ کو گنہگار ٹھہراتے ہیں۔ کیا یہ ضروری نہ تھا کہ آپ یہ بھی بتا دیتے۔ کہ وہ کس گنہگار کے نطفہ سے پیدا ہوئے۔ جس کے باعث انہوں نے گناہ کیا۔

آپ نے اپنے تمام رسالہ میں از روئے قرآن انبیاء کے گناہوں کی فہرست بیان کی ہے جو مختصراً یوں ہے کہ

۱۔ آدمؑ نے شجرِ ممنوعہ سے پھل کھا کر اپنے اوپر ظلم کیا۔

۲۔ نوحؑ نے اپنے نافرمان بیٹے کی سفارش کی۔ کیا یہ نوحؑ کی غلطی

نہیں تھی ؟

۳ - ابراہیمؑ کے تین گناہ بتائے ہیں -
ایک تو یہ کہ خود بت توڑے اور کہہ دیا کہ ان بتوں کو سب سے بڑے بت نے توڑا ہے - اس سے پوچھ لو -
دوسرے یہ کہ انہوں نے کہا کہ میں بیمار ہوں -
تیسرے یہ کہ ابراہیمؑ نے اپنی بیوی کو بہن کہہ دیا - اس کو ڈر تھا - کہ بادشاہ اس کو پکڑے گا اور مجھے قتل کرا دے گا -

۴ - یوسفؑ کے لئے بھی سورۃ یوسف میں وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ کے الفاظ موجود ہیں - پھر یوسفؑ نے بھائیوں سے دھوکا کیا کہ پانی پینے کا کٹورا بھائی کے سامان میں رکھ دیا -

انبیاء کے ان گناہوں کی فہرست کے ساتھ انہوں نے انبیاء کے ان گناہوں کی فہرست نہیں بتائی جن کی بابت انہوں نے لکھا ہے کہ
" بائبل کا یہ دعویٰ ہے کہ تمام نے گناہ کیا "
اور ان کا ذکر نہ کرنے کی بابت لکھا ہے -
" عباسی صاحب یہ صرف اس لئے لکھ رہا ہوں کہ آپ کے گوش گزار کروں کہ نبیوں سے غلطیاں ہوئیں - بائبل کے حوالہ جات اس لئے نہیں لکھے - کہ قرآن آپ کے لئے حجت ہے - "

حقیقت یہ کہ میں خود بھی نہیں چاہتا تھا - کہ بائبل میں انبیاء کے گناہوں کی جو تفصیل ہے - اس کا ذکر کر کے الیاس طارق صاحب اور ان کے عقاید کو

ذلیل اور رسوا کیوں۔ لہٰذا صرف اشارے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کمینہ ترین انسان اور بدترین شخص بھی جن گناہوں کے ارتکاب پر منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا۔ ایسے گناہوں کو بائبل میں انبیاء پر تھوپا گیا ہے۔ مثلاً ایک عظیم الشان نبی پر یہ الزام ہے کہ اس نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ بدکاری کی۔ شراب پینا، قتل کا مرتکب ہونا، شیطان کی پیروی کرنا۔ کذب بیانی سے کام لینا۔ ماں یا باپ سے بدتمیزی کرنا۔ اور کفر و شرک کی جانب مائل ہونا۔ وغیرہ انبیاء کے سر تھوپا گیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ کسی نبی نے اپنی ان بدکاریوں پر اظہارِ تاسف نہیں کیا۔ کہ وہ معاف ہو جاتا اور وہ نبی بے گناہ ہو جاتا۔

اب قارئین خود ہی غور فرمائیں۔ کہ بیچارے الیاس طارق صاحب کہاں تک اس بے حیائی کو برداشت کرتے اور اپنی تحریف شدہ کتابِ مقدس اور ان برگزیدہ اشخاص کے کردار پر پردہ ڈالتے۔ موجودہ بائبل کی ان غلط سلط روایات کو منظرِ عام پر نہ لانے ہی میں ان کا بھلا تھا۔ اصل وجہ ان کے ذکر نہ کرنے کی یہ ہے۔

قرآن حکیم کی جن آیات سے انہوں نے انبیاء کو گنہگار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں سے کوئی امر بھی ایسا نہیں ہے جسے گناہ تصور کیا جا سکے۔ آدمؑ کا درختِ ممنوعہ سے پھل کھانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص غلطی سے تریاق کی بجائے سنکھیا کھا لے۔ اور چونکہ یہ صورتِ حال قابلِ معافی تھی۔ لہٰذا یہ غلطی معاف ہوئی۔ اور معاف ہونے کے بعد وہ گناہ نہ رہی۔ نوحؑ کو بھی یہ غلط فہمی رہی کہ انہوں نے اپنے نافرمان بیٹے کو اپنے اہل

ہیں سمجھا۔ لہٰذا اس کے حق میں جو سفارش کی اسے گناہ نہیں کہا جا سکتا۔

حضرت ابراہیمؑ کا بتوں کو توڑ کر یہ کہنا کہ ان کو اس بڑے بت نے توڑا ہے۔ جھوٹ نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ جو ایک استعارہ بالکنایہ کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو کچھ نہیں کر سکتا۔ اُسے تم اپنا معبود کیوں کہتے ہو؟

بیوی کو بہن کہنا بھی استعارہ ہے۔ تمام ایمان دار مرد و زن بھائی بہنیں ہیں۔ بلا شبہ اس سے پوچھنے والا غلطی میں پڑ گیا۔ لیکن اس سے عزت اور جان دونوں کی حفاظت ہوئی۔ جیسا کہ آپ نے خود بتایا ہے۔ اب کون بدبخت اسے کذب بیانی کہہ سکتا ہے۔

یوسفؑ کے بارے میں آپ نے لکھا ہے۔ کہ قرآن میں ان کے لئے هَمَّتْ بِهِ کے الفاظ ہیں۔ یوسفؑ کے لئے قرآن میں هَمَّتْ بِهِ کے الفاظ کہیں بھی نہیں ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں۔ سورہ یوسفؑ اٹھا کر دیکھیں تو ظاہر ہو گا۔ کہ اللہ کے خوف سے برائی کا خیال بھی ان کے دل میں نہیں آیا۔ قرآن کو آپ کے اس الزام سے کوئی نسبت نہیں۔ انبیاء کی معصومیت اسی کا نام ہے۔

اب آپ کیا بتا سکتے ہیں۔ کہ کوئی شخص۔ شراب۔ زنا۔ قتل۔ شرک وغیرہ جرائم جن کے ارتکاب کا الزام بائیبل میں انبیاء پر لگایا گیا ہے۔ کسی غلط فہمی کی بنا پر کر سکتا ہے یہ تو ایسے جرائم ہیں کہ عہدِ حاضر کے قوانین یا عقل و دانش اس کو کسی طرح بھی غلط فہمی کا نتیجہ قرار نہیں دے سکتی۔ ہم بائیبل کے ان تمام الزامات کو غلط تصوّر کرتے ہیں ہم پھر بھی انہیں معصوم تصوّر کرتے۔ اگر بائیبل میں ان کی معافی کا ذکر ہوتا۔ کیونکہ

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرلے ۔ وہ ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

اب ہم رسالہ ردِّ کفارہ میں مندرج ان سوالات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں جن کا جواب نہ آپ نے اپنے خط میں دیا اور نہ آج تک کسی بڑے سے بڑے مسیحی اُسقف سے بن پڑا۔

مسیحی عقیدۂ کفارہ کی بابت اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر یہ کیا تک ہے۔ کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ کسی جُرم کے مرتکب کو حاکم عادل کسی مصلحت کی بنا پر معاف تو کر سکتا ہے۔ لیکن یہ قطعاً خارج از عقل بات ہے کہ زید کے جُرم کی پاداش میں بکر کو سزا دی جائے، یا حاکم خود اس کی بجائے جیل میں چلا جائے یا پھانسی کے تختے پر لٹک جائے۔ اور اصل مجرم کو چھٹی ہو کہ جو چاہے کرتا پھرے۔

پھر یہ بات بھی بعید از عقل ہے کہ مجرم کو سزا سے بچانے کے لئے یہ پاپڑ بیلے جائیں، کیا اللہ کسی کا گناہ ایک بے گناہ کو سزا دیئے بغیر معاف نہیں کر سکتا۔ آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی کہ بقول آپ کے

"ہماری بدکرداری مسیح پر لادی گئی۔ اور اس نے ہمارے گناہ اٹھا لئے"

"خدا ایک عوضی کفارے کے ذریعے گنہگاروں کو بچاتا ہے"

"خدا کی محبت نے گناہ گاروں کے بچانے کی راہ کھول دی"

گنہگاروں کے بچانے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں سزا نہ دی جائے۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں، کہ اگر فی الواقع خدا نے اپنے بیٹے مسیح کو سولی پر چڑھا کر بنی نوع انسان کو سزا سے بچا لیا۔ تو آخر ان مسیحی مشنریوں اور تبلیغی اداروں کی کیا ضرورت ہے؟ کیا اس "عوضی کفارہ" کے بعد بھی وہ گنہگار مستوجبِ سزا ہیں۔ جو تمام انبیا، کو لنشمولیت مسیح بے گناہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کو سولی کی لعنتی موت سے بچ جانے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور مسیح کو کسی بھی حیثیت سے خدا نہیں مانتے یا اخلاقی جرائم مثلاً چوری۔ شراب نوشی۔ بدکاری۔ قمار بازی وغیرہ میں مبتلا ہیں۔ کیا ان گناہوں کو بھی آپ مسیح پر لاد دینا پسند کریں گے؟ اور یہ سب گنہگار سزا سے بچ جائیں گے؟

"پادری الیاس طارق صاحب!

کیا آپ یا آپ کی تمام جماعت یا تمام جہان کے مسیحی کچھ ایسے گناہ بتا سکتے ہیں، جن کے مرتکب سزا سے نہیں بچیں گے۔ درآنحالیکہ مسیح نے مصلوب ہو کر سب کو سزا سے بچا لیا ہے"؟

ذیل میں محمد امین صاحب کے سوالات عوضی کفارہ کی تردید کے باب میں درج ہیں جن کا جواب تو در کنار آپ نے ان کو چھوا تک نہیں۔ انہوں

پہلا سوال: نے بحوالہ اناجیلِ مقدس بتایا ہے کہ:۔

"بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھائے گا۔"

(کیا یہ جھوٹ ہے؟)

"بیٹے کے بدلے باپ دادے قتل نہ ہوں گے۔ اور نہ ہی باپ دادوں کے بدلے بیٹے قتل ہوں گے"

"ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائے گا"

کیا پاک نوشتوں کی یہ تمام باتیں لغو ہیں اور اس کے برعکس گنہگار کے عوض بے گناہ کو مارا جائے گا۔

دوسرا سوال - یہ ہے کہ کیا مسیح کے مصلوب ہونے سے پہلے کے تمام انسان قابلِ رحم نہ تھے۔ کیا حضرت مسیح سے پہلے کی مخلوق سے خدا کا کوئی پیار نہ تھا۔ اپنی محبت کا اظہار ہزاروں سال بعد کیوں کیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا آئندہ کے انسانوں کے گناہ جو ابھی معرضِ وجود میں آئے ہی نہیں۔ گناہ کرنے سے پہلے ہی معاف کر دیئے گئے۔ یہ کیسے ممکن ہوا کہ گناہ نہ ہو اور گناہ معاف کر دیا جائے۔

یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بنی آدم کا سب سے پہلا گناہ یعنی آدم کے دو بیٹوں میں سے ایک کا دوسرے کو قتل کر دینا اور مسیح کے اپنے زمانہ کے لوگوں کا یہ گناہ کہ انہوں نے مسیح کے منہ پر تھوکا۔ اُن کو مارا گھسیٹا۔ گالیاں دیں۔ اور بالآخر صلیب پر لٹکا دیا۔ کیا مسیح کے مصلوب ہو جانے سے ان تمام گناہوں کا کفارہ بھی ہو گیا؟ ؎ وائے بر حالِ ما

تیسرا سوال :- محمد امین صاحب نے اُن پاک نوشتوں کے حوالہ سے جن پر دنیائے مسیحیت کا ایمان ہے۔ یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح کے علاوہ تمام انبیاء معصوم اور بے گناہ تھے۔ چنانچہ اناجیل میں بتایا گیا ہے۔ کہ

"تمام انبیاء پاک باز تھے"
"جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا ... شریر اُسے چھونے نہیں پاتا۔"
یوحنا کی بابت آیا ہے کہ "وہ خدا کے حضور میں بزرگ ہوگا۔ مے اور شراب نہ پئے گا۔ اور اپنی ماں کے پیٹ سے ہی رُوح القدس سے بھر جائے گا۔"
"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے۔ ان میں۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں۔"
"نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوتی۔ بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے ہیں۔"
"وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا۔ جب تم ابراہام اور اضحاق۔ یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شامل اور اپنے آپ کو باہر نکلا ہُوا دیکھو گے۔"
دانیال کی بابت آیا ہے کہ وہ دیانتدار تھا۔ اور اس میں کوئی گناہ یا قصور نہ پایا گیا۔ اور دانیال کا خود کہنا یہ ہے کہ "مجھ میں بے گناہی پائی گئی۔"
اب سوال یہ ہے کہ اگر مسیح کے علاوہ یہ سب بھی پاک باز، خدا کی بادشاہت میں شامل، معصوم اور بے گناہ تھے۔ تو آخر مسیح کو ہی کیوں قربانی کا بکرا بنایا گیا؟ اس ضمن میں ایک

چوتھا سوال یہ بھی کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ بائبل تو خود یسوع مسیح کو بھی گنہگار ثابت کر رہی ہے۔ ایک انجیل میں ہے۔ کہ
"یسوع مسیح نے لوگوں کو شراب پلائی۔" اور ایک واقعہ سے اُن کا جھوٹ

بولنا ثابت کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ اُنہوں نے اپنی ماں سے یہ حقارت آمیز بات کہی کہ

"اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ابھی میرا وقت نہیں آیا۔"

اور پھر ایک انجیل میں ہے کہ

"یسوع مسیح نے یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ اور یوحنا کا بپتسمہ گناہوں کی معافی کے لئے تھا۔"

سوال یہ ہے کہ یوحنا کو مسیح کے کفارے کا کیا فائدہ جبکہ خود اس نے مسیح کو بپتسمہ دیا تھا؟

پادری صاحب! آپ کے خط میں محمد امین سابق مہنگا پادری کے ان تمام سوالوں میں سے جو اُن کے رسالہ ردِ کفارہ میں اُٹھائے گئے ہیں۔ کسی سوال کا جواب آپ کے خط میں نہیں ہے۔ آپ نے اپنے خط میں صرف یہ کوشش کی ہے۔ کہ مسیحیت کے چہرے سے اُس سیاہی کو دور کریں جو موجودہ تحریف شدہ بائبل کی رُو سے اور یا یہ کہیئے کہ یہودیوں کی شرارت سے تمام انبیاء علیہم السلام کے چہرے پر مل گئی ہے۔

لیکن محترم پادری طارق! عیسائیت کے بدترین دشمن یہودیوں کی اس شرارت کے سدِ باب کا صرف ایک طریقہ ہے۔ کہ قرآن حکیم کی صداقت پر ایمان لائیے جس میں تمام انبیاء کو ہر گونہ ایمانی اور اخلاقی گناہوں اور بدکاریوں سے پاک اور بے عیب ثابت کیا گیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰؑ کو پاک باز، مقدس اور خدا پرست انسان ماننے کو

ایمان کا ایک رُکن قرار دیا ہے۔

بالآخر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اوّل تو آپ میرے اس خط کا جواب ہی نہ دے سکیں گے۔ تاہم یہ ہمت اگر آپ کر ہی لیں۔ تو براہِ کرم اس جواب سے مجھے محروم نہ رکھئے گا۔ ایسا نہ ہو کہ جس طرح آپ نے محمد امین سابق مہنگا پادری کے رسالہ کے جواب میں مجھے خطاب فرمایا ہے۔ کہیں حواس باختہ ہو کر میرے اس مراسلہ کے جواب میں آپ اُنہیں خطاب نہ فرمائیں۔ فقط

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

نیاز مند :۔

منظور احسن عباسی

(ضروری نوٹ) جناب محمد امین مبلّغ اسلام سابق عمانوایل عرف مہنگا پادری کا اپنا بیان اگلے صفحات پر پڑھیں ؛

سابق مہنگا پادری کی خودنوشت سوانح حیات

مجھ خاکسار کے والد ولیم جان اسرائیلی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ میری والدہ ایڈمرل فٹر جارج کے۔سی۔وی۔او کی اکلوتی بیٹی اور فیلڈ مارشل ہز رائل ہائی سابق ڈیوک آف کیمبرج کی پوتی سے تھیں۔ جو ملکہ وکٹوریہ کے رشتہ کے بھائی تھے۔ میری پیدائش ۱۹۰۷ء میں فرانس میں ہوئی۔ میرے والد نے مجھے پادری بنا کر دنیا کے پردے میں "خداوند یسوع مسیح کی منادی" کرنے کی غرض سے آٹھ سال کی عمر میں کلیسیا میں وقف کر دیا۔ جہاں پر میری تعلیم کا آغاز ہوا پچیس سال کی عمر تک میرے کانوں میں اسلام کے خلاف جتنے مواد تھے۔ پگھلا کر ڈالے گئے۔ میں سوائے عیسائیت مذہب کے دنیا کے سارے مذاہب کو باطل سمجھتا تھا۔ میری دلی خواہش تھی کہ دنیا کے ہر گوشہ میں "خداوند یسوع مسیح" کی منادی کرتا پھروں۔ میرے پاس مسیحی مذہب کی صداقت پر اس قدر دلائل موجود تھے۔ کہ بڑا عالم بھی ان کا جواب دینے سے کتراتا تھا۔ دور دور سے میری کرامتوں کی شہرت

سن کر عیسائی مرد عورتیں کپڑے چھونے اور برکت حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔

ایک دن ایک دوست کی لائبریری سے مجھے سیل کا ترجمہ قرآن ہاتھ لگ گیا۔ میں وہیں بیٹھ گیا اور اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کو میں خدا کی تصرف کہوں گا کہ میرے دماغ میں مذہبی روشنی کی شمع فروزاں ہو گئی۔ باوجود سیل کے معاندانہ تنقید و تبصرہ کے جو اس نے اسلام اور ہمارے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا ہے۔ اور باوجود اس ناپاک تعصب کے جو اس نے ظاہر کیا ہے۔ میں ایسا محسوس کرنے لگا۔ کہ گویا خدا کا نام میرے دل و دماغ کی گہرائیوں میں سرایت کر رہا ہے۔

انجیل کے ایک فقرہ کے الفاظ کانوں میں گونجنے لگے۔ جس کی صداقت کو پرکھنے کے لئے مجھے علمائے دین کا سہارا لینا پڑا۔ مسیح صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ مسیح نے فرمایا ہے۔

"کہ میں صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔ (متی باب ۱۵ : ۲۴)

مگر مرقس کی انجیل باب ۱۶ : ۱۰ میں لکھا ہے۔ کہ "تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو"۔

جب کہ مرقس کی انجیل باب ۱۶ مکمل ہو چکی ہے۔ آگے بڑھانے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ باب ۱۶ : ۹۸ سے ۱ سطر تک جو کہ (حاشیہ میں) موجودہ انجیل میں بڑھا کہ "دنیا میں ساری خلق کے آگے انجیل کی منادی کی جائے"۔

لکھا گیا ہے۔ اور ساری دنیا کے پادریوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ آیت بڑھائی گئی ہے۔

الغرض کہ علماء اسلام سے قرآن کا سہارا لینا پڑا۔ جس میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے لئے رحمۃ للعالمین بن کر آئے ہیں۔ حضرت مسیح موسوی شریعت کے پابند تھے۔ یہ ان کے قول میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے (متی باب ۵: ۱۸ تا ۱۷)

عیسائیت کے خطرناک حربے

۱۹۴۲ء میں ہمارا قافلہ گواہ مختلف علاقوں سے کراچی آیا۔ ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ ایک ایسا وقت عنقریب آنے والا ہے کہ ہندوستان کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہوا کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہو گیا۔ کچھ حصہ پاکستان میں آیا۔ باقی ہندوستان میں رہا۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوا ہماری مشنری میدانِ کارزار میں عیسائیت حربوں سے لیس ہو کر مظلوم

بے کس لوگوں کو امداد دینے کے لئے کود پڑی۔

میں عوام کو یہ بھی بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ عیسائیت کے حربے کئی قسم کے ہیں۔ جس سے عوام کو ہر طرح سے ہوشیار، خبردار ہونا چاہیئے۔ دنیا ان ہی حربوں کا شکار ہو کر دھریت اختیار کر رہی ہے۔ جب مجھے بچپن میں تعلیم دی گئی تھی۔ کہا گیا تھا کہ اگر عیسائیت کو برقرار رکھنا مقصود ہے۔ تو کان کھول کر سن لو۔ کہ مسلمانوں کا ایمان قرآن پر بھی ہے اور تلوار پر بھی۔ کیونکہ ان ہی کے بدولت قیصر کسریٰ کی حکومتیں پناہ مانگتی تھیں۔ اور ان ہی دو چیزوں کے بدولت ہمارا جانی مالی نقصان ہمیں صلیبی جنگوں میں اٹھانا پڑا ہے۔ جب تک ہم قرآن میں شگاف نہ کر دیں (یعنی تفرقہ بازی) اور تلوار کو کند نہ کر دیں (یعنی کمزور) اس وقت تک اس قوم کو دنیا کی کوئی طاقت کچل نہیں سکتی۔ ہمیں ان کو تعلیم دینے کا مقصود ہے کہ "خداوند مسیح کی آواز ان کے کانوں میں پہنچانا۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ ہمیں مقصود ہے کہ ان کے کانوں تک مسیح کی آواز پہنچ جائے۔ کیونکہ مسلمان کا ایمان ہے۔ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔

مگر ہمارے نزدیک تین (اقنوم) باپ + بیٹا + روح القدس یعنی تثلیث ایک خود ۱ + ۱ + ۱ = ۱ ، ۱ + ۱ + ۱ = ۳

اس لئے ہر صبح دعا کی جائے۔ جس میں ہمیشہ "خداوند خدا کے بیٹے یسوع مسیح فضل کر" کہا جائے۔

(نوٹ) یہ دعائیں سکولوں میں صبح کے وقت پڑھائی جاتی ہیں۔ جب کہ مسلمان

ایک خدا کو کسی کے آگے شریک نہیں کرتا ۔ اگر کرتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے ۔ مگر وہ مشن سکولوں میں خدا کا بیٹا یسوع مسیح شریک کر کے روزانہ پڑھتا ہے وہ تو خدا اور رسول کے آگے کافر ہو جاتا ہے ۔

ایسے ہی حربے عیسائیت کے خطرناک ہیں جو کہ ہر ایک پادری استعمال کرتا ہے ۔ وہی حربہ میں بھی استعمال کرتا تھا ۔

الغرض بہت سے مسلمان عیسائیت کی آغوش میں آنے لگے ۔ جو کامیابی عیسائیت کو پاکستان میں نصیب ہوئی ہے ۔ کسی سرزمین میں اتنی کامیابی نصیب نہیں ہوئی ۔ ہر بارڈر پر عیسائیت کے مرکز قائم کئے جانے لگے ۔ عیسائیت مشنریاں قائم ہونے لگیں ۔ فری میسن کے ممبروں کی تعداد بڑھنے لگی ۔ ہر محکمہ میں ان کی پوزیشن مضبوط ہونے لگی ۔ سالویشن آرمی ہیڈ کوارٹر میں خبروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ۔ جس کی اطلاع دنیا کے بڑے سے بڑے کلیسیا میں جانے لگی ۔ پاپائے روم جو کہ مسیح کا جانشین اپنے کو سمجھتے ہیں ۔ خوشی سے جھومنے لگے ۔ تمام مغربی حکومتیں دودھ ۔ گندم ۔ کپڑے وغیرہ کے انبار پاکستان کو اپنی وفاداری کے ثبوت میں پیش کرنے لگے ۔ بھولے بھالے مسلمان اس بے بہا دولت کو دیکھ کر اپنے غم کو بھول گئے ۔ اور اپنے آبائی سچے مذہب اسلام کو چھوڑ کر کلمہ خداوند مسیح کا پڑھنے لگے ۔

(کاش کہ یہ لوگ سمجھتے کہ جس راستہ پر ہم قدم رکھ رہے ہیں ۔ جہنم ہے)

—:—

مناظرہ

اسی دوران میں ہزارہا علمائے دین سے مناظرہ کرنے کا موقع ملا۔ ان کے اقوال سنتا اور اپنے مذہب پر نظر ڈالتا۔ جتنا اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرتا اتنا ہی تردد اور پریشانی بڑھتی جاتی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ میرے درمیان لاہور میں مولانا محمد علی صاحب سے مناظرہ ہُوا جس نے میری رہی سہی ہمت اور استقامت کے قلعہ کو مسمار کرکے راکھ کا ڈھیر کر دیا۔

مولانا صاحب۔ افسوس ہے کہ کفارہ پرستی نے آپ لوگوں کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ورنہ آپ ایسا نہ فرماتے۔ کیا انسان ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے۔ حالتِ طفلی۔ جوانی اور بڑھاپے میں اس کی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ گویا ابتدا سے لے کر انتہا تک اس کی تربیت ہوئی۔ کیا یہ کام رب کا نہیں۔ اور کیا آپ اس کا روزانہ مشاہدہ نہیں کرتے۔

میں۔ انجیل مقدس میں آتا ہے کہ خدا باپ نے جہان سے ایسی محبت کی۔ کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا انسانوں کے لئے قربان کر دیا۔ اس سے بڑھ کر محبت کا اور کیا ثبوت ہوگا۔ کہ باپ اپنی محبوب ترین چیز کو محبت کی خاطر قربان کر دے۔

مولانا صاحب۔ انجیل کے اس بیان سے آپ کے دعویٰ کا ابطال ہو جاتا

ہے۔ یعنی آپ کے نزدیک باپ وہ ہے جو اپنے معصوم اور بے گناہ بچہ کو ناپاک اور گنہگار انسانوں کی خاطر ذبح کروا لے گویا باپ کی محبت کا ظہور اس طرح ہُوا کہ اس نے اپنے معصوم بچے ہی کو ذبح کرا دیا۔ مگر رب ایسا نہیں ہے۔ رب وہ ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ ظلم کرنے والے ہی کو سزا دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم نے فرمایا۔ لَا تزر وازرۃ اخریٰ، کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ لیکن آپ کے باپ نے اپنے ہی بچہ کو ذبح کروا ڈالا۔ اگر یہ کوئی محبت ہے کہ معصوم اور بیگناہ بچے سولی پر چڑھا کر مار ڈالا جائے۔ تو ایسی محبت اور ایسے باپ کو ہمارا سلام ہے۔

زندۂ جاوید مذہب

ناظرینِ کرام! یہ میری زندگی کا آخری مناظرہ تھا۔ جس نے اسلام اور عیسائیت کے تمام دروازے نظروں کے آگے کھول دیئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ مَیں ایک بیان کردہ قول پر ایمان نہیں رکھتا۔ میں نے ردِّ عیسائیت کی کتب کا مطالعہ کیا۔ جس سے میرا ایمان خطرے میں پڑ گیا۔ میں مقدور بھر تمام مذہبی فرقوں میں جا کر ان کا مطالعہ کرتا اور ان سب کی تاریخ اور تعلیمات پر غور کرتا رہا۔ بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ وہ مذہب جسے میں نے اپنی فطرت اور عقل کے مطابق ہونے کی وجہ سے اپنے دل میں جگہ دے رکھی ہے۔ عیسائی گرجوں کی تعلیم سے مختلف ہے۔ سب سے پہلے

میں نے محسوس کیا۔ کہ گرجوں نے مجھے تعلیم دی ہے۔ کہ میں گناہ کی وجہ سے حمل میں آیا ہوں۔ اور یوں انہوں نے میرے عزیز قریب ترین سب سے زیادہ رشتہ دار والدین کی سخت توہین کی ہے۔ میں نے پڑھا کہ وہ دونوں میری پیدائش کی خاطر ایک گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کیا میں اس بات کو تسلیم کر کے ان کا بیٹا کہلا سکتا تھا؟

٭ ٭ ٭

مجھے بائبل کی مختلف آیات سے معلوم ہوا کہ خداوند رحیم و کریم خالق نہیں بلکہ ایک خونخوار دیو ہے۔ جس نے ایک ادنیٰ اور حقیر انسان کی عامہ خواہشات کو پورا کرنے کے لئے تمام انسانیت کو تباہ کر دینا چاہا۔ مجھے یہ اعتقاد رکھنے کی تلقین کی گئی۔ کہ خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو پیدا کرنے کے بعد یہاں تک اس کام کو بگاڑا۔ کہ اس نے یہودیوں کے سوائے تمام دوسری قوموں کو تباہ کر دینا چاہا۔ اسی خیال کی بنا پر یہ فرضی حکم بھی اس کی پاک ذات کی طرف منسوب کیا گیا۔ جو گویا اس نے یہودیوں کی برگزیدہ قوم کو دیا۔ اور ان کو کہا کہ بنی نوع انسان میں سے ہر ایک فرد کو قتل کر دو۔ اور ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ رہنے دو کیا میں اس بات پہ ایمان لا سکتا تھا۔ ہرگز نہیں کبھی نہیں۔ خدا لوگوں کو معاف کرے۔ جو اس کی اس طرح ہجو کرتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار پیغمبر دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجے۔ مگر انسان ضدی واقع ہوا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ابدی جہنم میں دھکیل دینا چاہا جس سے نجات کی صرف ایک ہی شرط تھی۔ جو یوں پوری کی۔ خداوند کے اکلوتے

بیٹے نے نسلِ انسانی کی حمایت کی۔ اور خداوند باپ اس پہ رضامند ہوگیا۔ کہ اس کا بیٹا بطور قربانی ہلاک ہو جائے اور اس کے معصوم کندھوں پہ تمام دنیا کے گناہوں کا بوجھ لاد دیا جائے۔

اس عقیدہ سے مجھ پہ یہ انکشاف ہُوا کہ خداوند اپنے بے قصور بیٹے کے قتل کا مجرم ہے۔ مگر اس نے اس جرم کا ارتکاب کیوں کیا؟ صرف اپنے اندھا دھند غیض و غضب کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے۔ اس عقیدہ کے بانیوں نے خدا کو ظالم اور قاتل کی صورت میں پیش کیا ہے۔ وہ نہایت کفر کے مرتکب ہوئے ہیں۔ پھر یہ عقیدہ کس قدر جہالت پر مبنی ہے۔ کہ خداوند خدا کا اکلوتا فرزند یسوع مسیح اس شرط پہ کسی کے گناہوں کا بوجھ اُٹھائے گا کہ وہ اس کے نجات دہندہ خون پہ ایمان لائے۔ اور اس وقت یہ گیت گایا جاتا ہے۔ کہ برہ کے خون سے پاک کیا گیا وغیرہ وغیرہ

کیا کبھی ایسا ہُوا ہے۔ کہ کسی پادری یا کسی کفارہ کے معتقد نے کسی مقتل میں جا کر خون کا غسل کیا ہو اور پھر پاک ہو گیا ہو۔ یہ بہت ہی قابلِ نفرت خیال ہے اور جہالت کی یادگار ہے۔ جو بیسویں صدی کے دل و دماغ کے شایانِ شان نہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آج کا پڑھا لکھا انسان اس پہ کیونکر ایمان لا سکتا ہے؟۔

تلاشِ حق

مجھے ایک ایسے مذہب کی ضرورت تھی جو قابلِ عمل ہو۔ فلسفہ محض خیالات اور صرف خوابوں کا مذہب نہ ہو۔ نہ ہی اس کو اپنا کر دوسرے لوگوں سے قطع تعلق کرنا پڑے اور مجھے ایک ایسے دستورِ عمل کی ضرورت تھی۔ جس پہ چل کر میں ہر آن دوسروں کے لئے اور نیز اپنے لئے مثلِ نمونہ بن جاؤں۔ میں نے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے دوسرے مذاہب کا بغور مطالعہ کیا۔ بالآخر مجھے معلوم ہوا۔ کہ میرے اپنے خیالات جو ایک عقیدہ کی صورت میں ذہن نشین ہو گئے تھے۔ ہو بہو اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ میں اس نتیجہ پر اس وقت پہنچا تھا۔ جب کہ ابھی تک میں نے کسی مسلمان کی لکھی ہوئی کتاب نہیں پڑھی تھی۔ اور نہ کسی مسلمان سے مذہبی معاملہ میں گفتگو کا موقع میسر آیا تھا۔ میں نے عیسائی مصنفین کے متواتر حملوں کو دیکھا اور اپنے آپ سے سوال کیا۔ کہ یہ لوگ اسلام سے اتنے مخالف کیوں ہیں ؟ اسلام نے وہ کون سی تعلیم دی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کلیسیا کا ایک زبردست دشمن ٹھہرا ہے۔ میں نے جہاں تک ہو سکا۔ تمام کتابیں مہیا کیں۔ مگر وہ سب کی سب عیسائی محققین کی لکھی ہوئی تھیں۔ ان ہی کتابوں سے اپنے دل میں اصل معاملہ کو حل کر لینے کے بعد دس سال قبل اس حقیقت پر پہنچ گیا۔ کہ اسلام برحق دین ہے۔ اور عروج اور ترقی کی طرف لے جانے والا مذہب ہے،

میرا قبول اسلام

آخر میں نے دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ میں اسلام کی قبولیت کا اعلان کر کے دنیا کو اسلام کی صداقت کا کیوں نہ ثبوت پیش کروں۔ اس مقدس فرض کی ادائیگی میں دن رات ایک کر کے کتابوں کا مطالعہ (تورات۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن کریم و حدیث وغیرہ کا) کرتا رہا۔ ایک وقت آیا۔ جب میرے دل میں حقیقت آشکار ہو گئی۔ کہ برحق مذہب کون سا ہے۔ عیسائیت سے تنفر بڑھتا گیا اور اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ خدا کے جلال میں نظر آنے لگا۔ بائبل کی پیشگوئیاں اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا انمٹ ثبوت پیش کرنے لگیں۔ تب میں نے تمام آرام و آسائش کو ترک کر کے اسلام قبول کرنے کا پختہ عہد کر لیا۔ آخر کار ۱۹۶۴ء کا مبارک سن نوید جانفزا لایا اور میں نے علی الاعلان تثلیث کو تیاگ کر واحد اور لاشریک بے ہمتا اور لازوال خدائے ذوالجلال کی عظمت اور سطوت کے سامنے اپنی انسانیت کے تمام ہتھیار رکھ دیئے۔ اور دین اسلام جیسا لازوال اور عالمگیر مذہب سید معصوم شاہ کے ہاتھوں قبول کر لیا۔ مجھے مسلمان ہونے پر کبھی بھی کوئی افسوس نہیں ہوا۔ اور نہ ہی میں خدا اور اپنے پاک رسولؐ کا دامن پکڑنے پر کبھی شرمندہ ہوں گا۔

اسلام دینِ فطرت ہے

سطور بالا میں مَیں نے بیان کیا ہے کہ میں نے مسیحیت کو کیوں چھوڑا۔ اور مسلمان کس طرح ہُوا۔ مجھے اسلام کے اصول اور اس کی عملی تعلیم پر کچھ روشنی ڈالنا ضروری ہے۔ یہ امر سمجھ لینے کے بعد کہ اسلام درحقیقت سچا مذہب ہے۔ پھر یہ جاننا کچھ مشکل نہیں۔ کہ ایک شخص کو اسے کیوں قبول کرنا چاہیئے ہر ایک مسلمان جانتا ہے۔ کہ اسلام کے معنی ہیں خدا کی رضا کے سامنے سر جھکا دینا یا اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا۔ اس لئے جب ہم پیدا ہوتے ہیں مسلمان ہوتے ہیں۔ البتہ پیدا ہونے کے بعد ہم خدا کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور دوسرا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ نصب العین کا کچھ علم نہیں ہوتا۔

آخر میں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو خدا کا آخری اور مکمل دین ہے۔ اور اسی کے ذریعے انسان خدا کے انعامات کا مستحق بن سکتا ہے۔

از محمد امین سابق اعمانوایل

المعروف مہنگا پادری

ماخوذ از ہم مسلمان کیوں ہوئے؟

موجودہ بائبل پر عیسائیوں سے چند

ضروری سوالات

ا۔ کیا اناجیل میں کسی مقام پر یہ دعویٰ آیا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے آئی ہے؟

2۔ کیا حضرت یسوع مسیح پر ایک انجیل نازل ہوئی یا ایک سے زیادہ ؟

3۔ اگر ایک ہوئی تو موجودہ انجیلیں متی، مرقس، لوقا، یوحنا اور دوسری اناجیل برنباس وغیرہ کس طرح وجود میں آئیں ؟

4۔ کیا موجودہ تمام اناجیل اسی طرح خدا کی طرف سے نازل ہوئیں۔ اگر ایسا ہے تو ان پر ان کے مصنفین کے نام کیوں درج ہوئے۔ اور کب درج ہوئے اگر یہ اناجیل الہامی ہیں تو ان کے مضامین۔ واقعات اور تعلیمات میں تضاد اور فرق کیوں ہے ؟

5۔ ان سب اناجیل میں حضرت یسوع مسیح کی زندگی۔ ان کے شجرہ نسب ان کے وعظ و کلام کو ہی درج کیا گیا ہے۔ ایسے حالات خدا کی طرف سے بذریعہ وحی یا الہام نازل ہو سکتے ہیں۔

6۔ اصل انجیل حضرت عیسیٰؑ پر کس زبان میں اتری جب کہ حضرت مسیح کی مادری زبان آرمیائی تھی۔ کیا اس زبان میں کوئی انجیل موجود ہے ؟ اگر ہے تو کہاں ہے، ثبوت بحوالہ پیش کیا جائے۔

۷۔ بشپ بائبل کون سی تھی۔ اس کو شاہ جیمز والی انگلستان نے کیوں تبدیل کر دیا؟
شاہ جیمز کا ترجمہ ۷۵ سال تک مستند مانا گیا۔ اس کے ترجمہ میں بیس ہزار غلطیاں نکلیں۔ پھر ۱۸۸۴ء میں نظرِ ثانی کر کے ایک اور بائبل منظرِ عام پر لائی گئی۔
۱۹۵۱ء میں امریکہ والوں نے نئی بائبل کیوں بنائی اور پھر ۱۹۵۲ء میں اسے کیوں ترمیم کر دیا گیا؟
مختلف ممالک کی ان بائبلوں میں سے کونسی مستند ہے اور کیوں؟

8۔ رومن کیتھولک کی بائبل میں ۷۲ کتابیں ہیں جبکہ پراٹسٹنٹ کی بائبل میں ۶۶ کتابیں ہیں۔ ان دونوں میں سے درست بائبل کون سی ہے؟

۹۔ عہد نامہ عتیق میں ۵۶ کتابیں تھیں۔ لیکن موجودہ ایڈیشن میں ۳۹ کتابیں ہیں ۱۷ کتابیں کہاں گئیں۔

۱۵۔ ذیل کی عبارتوں کا مطالعہ کریں،

"چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے، کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں۔ ان کو ترتیب وار بیان کریں۔ جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے، ان کو ہم تک پہنچایا۔ اس لئے معزز تھیفلس نے بھی یہ مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے از سرِ نو ان کو ترتیب سے لکھوں"

(لوقا باب ۱۔ سطور ۱، ۲)

(ل) ان آیات میں بہت سے مصنفین کا ذکر ہے۔ بتلایئے وہ کون تھے۔ اگر یہ خدا کا کلام ہے تو تھیفلس کے نام پر حنون کرنے کے کیا معنی؟

اسلامی مشن (سنت نگر) لاہور

کفارہ

عیسائیوں سے ضروری سوالات

۱۔ کیا عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت آدمؑ کا گناہ معاف نہیں ہوا تھا؟ ان کی تمام نسل گنہگار ہو گئی۔ اس لئے بنی آدم کی نجات کے لئے خداوند نے (عیسائیوں کے ایمان کے مطابق) اپنے اکلوتے بیٹے یسوع مسیحؑ کو صلیب پر چڑھا کر تمام انسانیت کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا۔ اس لئے جو لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ ان کے گناہ معاف ہو گئے۔ اور وہ نجات پا گئے

نیز کیا صرف حضرت یسوع مسیح ہی پاک باز تھے؟

۲۔ اگر ان کا جواب "ہاں" میں ہے تو کیا مریم جو کہ آدمؑ کی نسل سے تھی۔ گنہگار نہ ٹھہریں۔ پھر یسوع مسیح جو ان کے بطن مبارک سے پیدا ہو گئے ابن آدم ہونے کی وجہ سے گنہگار نہ ٹھہرے؟

غور کیجئے انجیل ان کے متعلق کیا کہتی ہے۔

(ا) یسوع مسیح نے یوحنا سے بپتسمہ لیا اور یوحنا کا بپتسمہ گناہوں کی معافی کے لئے تھا۔ (مرقس ۱/۴)

(ب) یسوع مسیح نے پانی کو مے میں تبدیل کر دیا اور اس طرح لوگوں کو شراب پلا دی (یوحنا ۲/۱-۱۱)

(ج) یسوع مسیح نے اپنی والدہ کو حقارت سے کہا "اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام۔ ابھی میرا وقت نہیں آیا (یوحنا ۲/۴)

کیا واقعی انہوں نے ایسا کہا۔ کیا وہ جھوٹ بولنے کے مرتکب ہوئے؟
کیا اس طرح انہوں نے گناہ نہیں کیا۔

کیا انجیلوں کی ذیل کی عبارت صحیح ہے؟

۱۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پہ ہے۔ بیٹے ٹھہرو۔ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پہ چمکاتا ہے۔ راستوں اور ناراستوں دونوں پہ مینہ برساتا ہے۔ (متی ۵/۴۵)

(۲) جیسا کہ اس نے پاک نبیوں کی زبانی کہا تھا۔ جو کہ دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں (لوقا ۱/۷۰)

(۳) ہیرودیس یوحنا کو راستباز اور مقدس آدمی جان کر اس سے ڈرتا تھا اور اسے بچائے رکھتا تھا۔ (مرقس ۶/۲۰)

(۴) ہابیل بن آدمؑ راستباز تھا۔ اس کے اعمال پاکیزہ تھے۔ اس سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوا تھا۔ (متی ۲۳/۳۵)

اگر صحیح ہیں تو یہ کہنا کہ صرف حضرت یسوع مسیح ہی بے عیب اور نیک ہوئے کیا انجیلوں کے بالکل خلاف اور ان کا ابطال نہیں ہے۔ اور کفارہ کی بنیاد کو کیا انجیلوں کے یہ اقتباسات مسمار نہیں کر دیتے؟

۳۔ کیا حضرت یسوع مسیح پہ ایمان لانے والا ہی نجات حاصل کر سکتا ہے تو کیا وہ لوگ جو ان سے قبل گزرے جن میں تمام نبی رسول، ہابیل اور یوحنا شامل تھے۔ اور جن کو انجیل نیک اور بے عیب بتاتی ہے نجات سے محروم رہیں گے۔

(۴) کیا چاروں انجیلوں میں یہ درج نہیں ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح کو کفر کی وجہ سے صلیب پر چڑھایا گیا تھا (ملاحظہ ہو مرقس ۱۴/ ۶۱-۶۰)

(لوقا ۲۲/ ۷۰-۷۱) (متی ۲۶/ ۶۱-۶۰) (یوحنا ۱۰/ ۳۳)

اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو کیا یہ کہنا چاروں انجیلوں کے خلاف نہیں ہے کہ ان کو بنی نوع انسان کے گنہگار ہونے کی وجہ سے صلیب پر چڑھایا گیا۔ یاد رکھو۔ چاروں انجیلوں میں عہد نامہ قدیم میں کفارہ کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔

(۵) انجیل متی میں جو پہاڑی کا وعظ ہے۔ اس میں کفارہ کا ذکر کیوں نہیں کیا اس وعظ کی یہ آیات آپ نے پڑھیں؟

ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے۔ جو مجھے اے خداوند۔ اے خداوند کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا۔ مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی کے مطابق چلتا ہے (متی ۷/ ۱۶-۲۲)

کیا یہ آیات یہ ثابت نہیں کرتیں کہ صرف یسوع مسیح کو مان لینا ہی کافی نہیں بلکہ خدا کے احکام کے مطابق عمل ضروری ہے۔

کیا پہاڑی کے اس وعظ نے نظریہ کفارہ کو جڑ سے اکھاڑ کر نہیں پھینک دیا۔ اس طرح کفارہ یسوع مسیح کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔

اسلامی مشن سنت نگر لاہور